ماہنامہ

انوار مدینہ

لاہور

بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ

فضل

نگرانِ اعلیٰ

حضرة مولانا سید حامد میاں مدظلہ مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور

ماہنامہ

انوارِ مدینہ

لاہور

جلد : ۴ شمارہ : ۷

ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ ○ جنوری ۱۹۷۴ء

محتویات

اداریہ ــــــــــ ۲

سیرۃ مبارکہ ــــــ علامہ مولانا سید محمد میاں مدظلہم ۴

حب فی اللہ اور بغض فی اللہ ــــــ حضرت مولانا سید حامد میاں مدظلہ ۸

تعلیم الرفق فی طلب الرزق ــــــ حضرت مولانا محمد موسیٰ مدظلہ ۱۱

شیخ الاسلام کی مجلس میں ــــــ مولانا الحاج عبدالکریم صابر مدظلہ ۲۱

ربوہ .... ــــــ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی مدظلہ ۲۵

عبدالقدیر مرحوم ــــــــــ ۲۸

قطعہ تاریخ وفات ــــــ جناب الحاج محمود احمد عارف مدظلہ ۲۹

جامعہ مدنیہ ○ کریم پارک ○ لاہور

فون

۶۲۹۳۲

ممالکِ اسلامیہ کا اتحاد

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسُولہ الکریم

عنقریب یہ خوش کن منظر سامنے آنے والا ہے کہ سربراہان ممالک اسلامیہ کی ایک عظیم کانفرنس ہمارے شہر لاہور میں منعقد ہوگی۔

بلاشبہ جہاد حق کی برکات بہت عظیم ہوتی ہیں۔ مجاہد قوم زندہ و غیور اور فرض شناس ہوتی ہے اس جہاد کی برکات (جو مصر و شام نے اسرائیل سے کیا) عرب اتحاد کی شکل میں ظہور میں آئیں کریم کے کرم سے بعید نہیں کہ وہ اس دائرہ میں اتنی وسعت دیدے کہ تمام ممالک اسلامیہ آپس میں متحد ہو جائیں اور ان مجاہد بازؤوں میں وہ قوت بھی عطاء فرمادی جائے کہ یہ ایک دوسرے کی مؤثر امداد کرنے لگیں۔ ایسا لگتا ہے کہ عرب ممالک کی توجہ اب اسلحہ سازی میں خودکفیل ہونے کی طرف مبذول ہونے لگی ہے۔ اور نئی ابھرتی ہوئی دو ایٹمی طاقتیں "چین" اور "فرانس" اور گرتی ہوئی طاقت "برطانیہ" سب ہی عربوں کی ہمدردی میں قدم بڑھا رہی ہیں۔ اور مسبب الاسباب نے اس کا سبب پیٹرول کو بنا دیا ہے۔ اگر مسلم ممالک اسی طرح متحد رہے تو وہ دن دور نہیں کہ جب ہم سائنسی ترقی میں آج کی بڑی اقوام کے ہم پلہ ہو جائیں صدر لیبیا معمر القذافی کی بڑی خواہش تھی کہ لیبیا کا مصر کے ساتھ انضمام ہو جائے وہ تو پوری نہ ہو سکی۔ لیکن اب ٹیونس کے ساتھ اتحاد عمل میں آرہا ہے خدا کرے یہ خیر و ترقی کا سبب ہو۔ خداوند کریم سے دعاء ہے کہ وہ تمام عالم کے مسلمانوں کو پھر جسم واحد کی طرح بنا دے ان کو اقوام عالم پر غالب کرے اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق دے۔ اسی جہاد کی ایک برکت یہ بھی ہوتی کہ تیل کی قلّت اور

گرانی سے دوچار ہونے کی وجہ سے پاکستان میں بھی قدرے سرگرمی سے تیل کی تلاش شروع ہوگئی ہے۔ خدا کرے یہ محنت، جلد بارآور ہو۔ اور ملکی ضروریات پوری ہونے لگیں۔

جمعیۃ علماء اسلام ضلع لائل پور کے امیر حضرت مولانا مفتی محمد یوسف الحسینی ۲۶؍ دسمبر کی صبح کو عالم فانی سے کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ نہایت نیک سیرت، زاہد و پارسا اور منکسر المزاج عالم تھے۔ پوری زندگی قناعت اور سادگی کو اپنائے رہے۔ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ سے بیعت تھے۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے تلمذ کا شرف بھی پایا تھا۔

ان کی وفات سے ہمیں بہت صدمہ ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے یہاں بلند درجات اور جملہ پس ماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔

گذشتہ ماہ حضرت مولانا عزیز گل صاحب مدظلہم العالی کے چھوٹے بھائی حضرت مولانا عبد الحق صاحب (المعروف حضرت مولانا نافع گل صاحب) بھی انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ بلند پایہ عالم اور تحریک خلافت کے ممتاز کارکن تھے۔ تقریباً تیرہ سال دار العلوم دیوبند میں علمی خدمات انجام دیں۔ حق تعالیٰ سے دعاء ہے کہ مولانا مرحوم کو اپنی رحمتوں میں ڈھانپ لے اور حضرت مولانا عزیز گل صاحب مدظلہم اور دوسرے پس ماندگان کو صبر عطا فرمائے۔

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے۔

سیرۃ مبارکہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن اور تاریخ کے آئینے میں

شیخ الحدیث حضرۃ مولانا سید محمد میاں ادام اللہ معالیہم

●

علامۂ عصر مفتی و شیخ الحدیث حضرت مولانا الحافظ الحاج السید محمد میاں صاحب دیوبندی مدظلہم العالی کی "سیرت مبارکہ" کے نام سے تازہ تصنیف طبع ہو رہی ہے۔ پہلا حصہ جو چھ سو صفحات پر مشتمل ہے طبع ہو چکا ہے۔ اس کے بارے میں مولانا عبدالماجد دریابادی مدیر "صدق جدید" کے کچھ تقریظی کلمات نقل کئے جا رہے ہیں، جن سے کتاب کے طرز نگارش بلندی و ندرت مضامین اور وجہ تصنیف پر روشنی پڑتی ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں۔

"کتاب جس قدر لوازم ظاہری کے لحاظ سے خوشنما و دلفریب ہے اسی قدر معنوی حیثیت سے قابل داد اور اعلیٰ ہے۔

سیرت مبارک پر بڑی چھوٹی کتابیں اب تک اردو میں بے شمار لکھی جا چکی ہیں اور بعض بڑی بلند پایہ ہیں (مثلاً شبلی و سلیمان کی سیرۃ النبی) لیکن یہ سب سے نرالی، سب سے انوکھی، سب سے البیلی ہے۔ فاضلانہ مگر خشک مطلق نہیں مختصر مگر مجمل کہیں سے نہیں مفصل مگر بار خاطر کہیں سے بھی بننے والی نہیں، عام پسند مگر عامیانہ ہونے کے شائبہ سے بھی پاک ندرت سے لبریز مگر غرابت و اجنبیت سے سراپا پرہیز و گریز، اسلوب بیان ایسا کہ بغیر دیکھے اور پڑھے اس کا ذہن میں آنا دشوار۔

کتاب تمام تر بیسویں صدی کے ناظرین کو پیش نظر رکھکر لکھی گئی ہے الخ"۔ اس کتاب کے کچھ تمہیدی مضامین حذف کر کے اگلا حصہ ناظرین انوار مدینہ کی خدمت میں پیش کیا جا تا رہے گا۔ انشاء اللہ

●

رُوحانیت شرافت اور مکارمِ اخلاق کا نقطۂ عروج

بیسویں صدی عیسوی کی موجودہ دنیا میں امریکہ اور یورپ سب سے زیادہ ترقی یافتہ متمدن اور مہذب مانے جاتے ہیں۔ مگر امریکہ تو نئی دنیا ہے۔ چودہویں صدی عیسوی سے پہلے پُرانی دنیا کو اس کے وجود کی بھی خبر نہیں تھی، اور انگلینڈ، فرانس جرمنی وغیرہ یورپ کے مغربی ممالک اگرچہ پُرانی دنیا کے نقشہ میں موجود تھے، مگر ساتویں صدی عیسوی میں جب اسلام کا آفتاب طلوع ہوا اس زمانہ میں سب سے زیادہ پس ماندہ تعلیم سے محروم ہی نہیں، بلکہ کلیسا کے حکم کے بموجب عمومی تعلیم ممنوع تھی۔ تہذیب و تمدن کی روشنی دُور دُور نہیں تھی۔ شہروں کی آبادیاں بھی خس پوش تھیں، انسانوں کی جھونپڑیوں ہی میں مویشی بھی رات گذارا کرتے تھے۔ پرال کے بچھونے۔ کھال کے لحاف۔ چمڑے کے کپڑے۔

البتہ مشرقی یورپ بیشک تمدن سے آشنا تھا اور آشنا رہا تھا جب حضرت عیسٰی علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے تو روم ایک وسیع شہنشاہیت کا مرکز تھا۔ اسی کی ایک عدالت تھی جس نے حضرت عیسٰی علیہ السّلام کے لئے سولی کا فیصلہ کیا تھا۔

یونان میں سقراط، افلاطون، ارسطو جیسے باکمال ہو چکے تھے۔ فیثاغورث جو زمین کی گردش کا قائل ہوا یونان ہی کا تھا۔ ان فلاسفروں اور دانشوروں کو اگرچہ اپنی زندگی میں آسودگی میسر نہیں آئی۔ مگر دنیا ان کے دانش و حکمت اور ان کے فلسفہ کی آج تک قائل ہے۔ عربوں نے ارسطو کو "معلم اوّل" کا خطاب دیا۔ یورپ کی یونیورسٹیوں میں اس کا فلسفہ آج بھی داخل کورس ہے اور انھیں یونانی فلاسفہ کے نظریات آج کی سائنس کا بنیادی سرمایہ ہیں۔

لیکن دوسری صدی عیسوی سے مشرقی یورپ کی ترقی بھی تنزل سے بدلنے لگی اور اس دور تنزل کی سب سے بڑی خصوصیت علم دشمنی تھی۔

اسکندریہ کا عظیم الشان کتب خانہ جو بطلیموسی دور کی یادگار تھا جس میں کہتے ہیں سات لاکھ کتابیں تھیں[1] اسی علم دشمنی کی نظر ہوا۔

---

[1] العلم والعلماء۔ مولانا ملیح آبادی [2] تمدن عرب ۱۲

قسطنطنیہ کے کتب خانوں کے متعلق مشہور فرانسیسی مورخ موسیو لیبان کی شہادت ہے کہ چمڑے کے اوراق پر جو کتابیں لکھی ہوئی ہیں ان کے حروف صاف کر کے چمڑا بیچ لیا کرتے تھے عام تعلیم کی ممانعت تھی۔ مخصوص حلقوں میں پوپ کی اجازت سے کچھ لکھنا پڑھنا سکھا دیا جاتا تھا۔ جو اس کے خلاف آواز اٹھاتا اس کے لئے کفر کا فتویٰ اور آگ کی دہکتی ہوئی بھٹی تیار رہتی تھی۔ خدا جانے کتنے ہزار یا لاکھ انسان ان بھٹیوں میں جھونکے گئے یا تہ تیغ کئے گئے۔

یہ دور جو چوتھی صدی عیسوی سے شروع ہوا اس کو قرون وسطیٰ کہا جاتا ہے جو تاریخ یورپ کا سب سے زیادہ تاریک دور مانا جاتا ہے۔ جن کی نظر صرف یورپ کی تاریخ پر ہوتی ہے۔ یہ بات اُن کے تصور میں بھی نہیں آتی کہ جب مغرب (یورپ) میں آدھی رات کی اندھیری چھائی ہوئی تھی مشرق وسطیٰ میں تہذیب و شرافت، روحانیت اور مکارم اخلاق کا آفتاب نصف النہار پر پہنچا ہوا تھا۔ اس کھُلی ہوئی شہادت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ چند ہزار کی وہ جماعت جس نے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شمس منیر سے براہِ راست نور سمیٹا تھا۔ وہ پوری کائنات کے لئے ایسی مثال گذری ہے جس کی نظیر پوری دنیا کو نہ کبھی پہلے میسر آئی تھی اور نہ اس کے بعد میسر آسکی۔

یہ جماعت جس کو سرتاج انبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کا شرف حاصل ہوا جو قرآن حکیم کی مخاطبِ اوّل تھی، جس کو قرآن حکیم نے خیر اُمۃٍ کہا جو ساتویں صدی عیسوی کی پیشانی کا جھومر تھی۔ انسانیت کی پوری تاریخ میں رُوحانی کمالات اور مکارم اخلاق کا نقطۂ عروج تھی۔

جو انسان اس وقت تاریکی میں تھے (مثلاً اہل یورپ) اُن کے یہاں اگرچہ صدیوں بعد روشنی پہنچی مگر وہ روشنی مادیت کی تھی، جس کی نظر میں روحانیت کھوٹا سکہ تھی۔ جس کا چلن ختم ہو چکا تھا اخلاق کے صرف وہ باب ان کی زندگی میں داخل ہو سکے۔ جن کا تعلق صرف کاروباری ترقی سے تھا وہاں روحانیت اور اخلاق کے ترقی کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جن ممالک میں قرون وسطیٰ کی وہ تاریکی نہیں تھی جو تمدن اور اخلاق سے آشنا تھے، وہ مشرق وسطیٰ کے اس نور سے منور ضرور ہوئے۔ لیکن ان کے حصہ میں صرف چھنی ہوئی کرنیں آئی تھیں جو دن بدن مدھم ہوتی رہیں اور ہو رہی ہیں۔

تاریخ کے اس نظارہ کے بعد کیا یہ حقیقت آفتاب کی طرح روشن نہیں ہو جاتی کہ روحانیت کا

نقطۂ عروج وہ دور تھا جس کو اسلام کا قرن اوّل اور سب سے پہلا دور کہا جاتا ہے۔

چودہ سو برس گذر گئے، دنیا کھلی آنکھوں دیکھ رہی ہے کہ اس دَور میں کوئی اور آفتاب روشن نہیں ہوا جو رُوحانیت یا اخلاق کے چاند تاروں میں نئے نظریات کا نور بھرتا۔

اعلیٰ تہذیب، مکارم اخلاق اور رُوحانیت کے متعلق وہی مبادی اور وہی نظریات جو رحمۃٌ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دَورِ مسعود میں زیر بحث تھے یا انسانی علم وفکر کا اثاثہ بن چکے تھے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کی اصلاح یا تکمیل کی، وہی آج بھی انسانی علم وفکر کا سرمایہ ہیں۔ انھیں کے طول وعرض میں تمام مذاہب کے فلسفے گھوم رہے ہیں۔ مادیات میں دنیا بہت آگے بڑھی، زمین سے پرواز کرکے آسمان کے تاروں تک پہنچ گئی اور اس سے بھی آگے بڑھنا چاہ رہی ہے۔ مگر شرافت، انسانیت، اخلاق اور رُوحانیت کا قطب مینار جو حضرت خاتم الانبیاء علیہم السلام نے تعمیر کیا تھا۔ اس سے اونچا کوئی مینار تو کیا بنایا جاتا، تہذیب واخلاق کی دنیا کے لئے اس قطب مینار کے کنگروں کا چھونا بھی دن بدن مشکل سے مشکل تر ہوتا جا رہا ہے۔

وہ بشارت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تقریباً تین ماہ پہلے حجۃ الوداع کے موقع پر اُمّتہ محمدیہ کو ربِّ محمد کی طرف سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دی گئی تھی کہ

آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا
دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری
کر دی اور تمہارے لئے پسند کر لیا
دین اسلام کو۔ (سورۂ مائدہ ع۵ آیت ۳)

چودہ صدیوں کے تجربہ کے بعد بھی کیا اس کی صداقت میں شک وشبہ کی گنجائش ہے۔ بیشک لوگوں کی نظر ہمارے کردار پر ہے (جو اس زمانہ میں اُمّتِ محمدیہ ہیں) ہمارے کردار نے بے شک اس بشارت کو مشکوک ومشتبہ بنا دیا ہے۔ مگر خود بشارت شک وشبہ سے پاک ہے۔

فتعالیٰ اللہ الملک الحق لا الٰہ الّا ھو رب العرش العظیم

والحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔

◆◆◆

درس حدیث

اللہ رب العزت کے نزدیک محبوب عمل

حُب فی اللہ اور بُغض فی اللہ

ہے

★ شیخ الحدیث حضرۃ مولانا سیّد حامد میاں مدظلہ

مرتبہ۔ جناب محمود احمد عارف

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَتَدْرُوْنَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ قَائِلُ الصَّلٰوۃُ وَالزَّکٰوۃُ وَقَالَ قَائِلٌ الْجِہَادُ۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ ؕ

ترجمہ: کیا جانتے ہو کہ کونسا عمل اللہ کو زیادہ محبوب ہے؟ کسی نے عرض کیا نماز اور زکوٰۃ، اور کسی نے کہا جہاد (اللہ کو سب سے محبوب ہے)۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل یہ ہے کہ خدا ہی کے واسطے محبت رکھے اور خدا ہی کے واسطے بغض رکھے۔

اس حدیث مبارکہ میں جو تعلیم دی گئی ہے وہ صرف دو جملے ہیں الحب فی اللہ والبغض فی اللہ لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اہمیت سمجھانی تھی اس لئے پہلے سوال فرمایا کہ کونسا عمل خدا کو سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے، پھر جب صحابۂ کرام نے جو اُن کی نظر میں سب سے زیادہ بڑی نیکیاں تھیں ذکر کیں تب آخر میں آپ نے فرمایا کہ خدا کو سب سے محبوب عمل حب فی اللہ اور بغض فی اللہ ہے۔

ممکن ہے آپ کو اس حدیث پاک کو پڑھ کر خیال ہو کہ جو اس پر عمل کرے اسے نماز، روزے

اور زکوٰۃ کی بھی ضرورت نہیں رہے گی۔ تو اس کے بارے میں عرض ہے کہ نماز، زکوٰۃ یا جو نیکیاں صحابۂ کرام کو معلوم تھیں اور فرض تھیں ان کی نفی فرمانی مقصود نہیں بلکہ مزید ایک نیکی تعلیم فرمانی مقصود ہے، تاکہ جو باتیں پہلے بتلائی جا چکی ہیں ان پر عمل کرنے اور انہیں فرض جاننے کے ساتھ ساتھ اس چیز کے حصول کی بھی کوشش کرتے رہیں، کیونکہ ایسی نیکیاں جیسے حب فی اللہ اور بغض فی اللہ وغیرہ خود دراصل نماز وغیرہ کے ثمرات میں سے ہیں۔ یہ فرض عبادتیں تو ان کی جڑ ہیں، جس طرح جڑ کے بغیر شاخ اور پھل نہیں ہوتے اسی طرح یہ عمدہ اخلاق بغیر نماز جیسی فرض طاعتوں کے حاصل نہیں ہوتے۔

اور یاد رکھیں کہ ہر عبادت کی کوئی خاص تاثیر بھی ہوتی ہے، کیونکہ ہر عبادت میں مسلمان اللہ کی ذات پاک کی طرف تھوڑی بہت توجہ ضرور کرتا ہے، کسی کی توجہ لمحہ بھر کسی کی چند منٹ رہتی ہے، تو کسی کی تمام عبادت کے دوران قائم رہتی ہے، اور کسی کا یہ حال ہوتا ہے کہ خداوند کریم کی ذات کی طرف ہر وقت ہی قلب متوجہ رہتا ہے، اور نماز وغیرہ عبادتوں میں اور زیادہ متوجہ ہو جاتا ہے۔

غرض ہر شخص کو عبادت میں اتنا حصہ نصیب ہو ہی جاتا ہے جتنی اس کی توجہ رہے، عام لوگوں کی توجہ چند لمحے رہتی ہے پھر دل و دماغ اِدھر اُدھر چکر کاٹنے لگتے ہیں، مگر یہ تھوڑی تھوڑی توجہ بھی کام دیتی ہے۔ یہ بڑی ہی قیمتی چیز ہے، کیونکہ توجہ الی اللہ کے وقت جسم انسانی میں نورانی لہریں پیدا ہوتی ہیں اور توجہ الی اللہ کے وقت جو نورانیت پیدا ہوتی ہے وہ غذاءِ رُوح ہے، اس سے روحِ انسانی کو قوت و صحت دونوں حاصل ہوتی ہیں اور انسان کے اخلاق خود بخود روح قوت اور صحت کے ساتھ درست ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔

ارشاد ربانی ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ لَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ یقیناً نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے اور اللہ کی یاد یقیناً سب سے بڑی ہے۔

تو گویا فرائض کی تعمیل ایسا پل ہے کہ جسے پار کئے بغیر اخلاق فاضلہ تک صحیح معنوں میں رسائی نہیں ہو سکتی۔ اور وہ صحابہ کرام کو معلوم تھے۔ ان پر عمل میں وہ ذرہ برابر کوتاہی نہیں کرتے تھے، اس لئے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ باتیں تعلیم فرمانی چاہیں کہ جن کے قبول کرنے کی ان کے قلوب میں کامل استعداد پیدا ہو چکی تھی، اس لئے ارشاد ہوا۔ ان احب الاعمال الی اللہ عز و جل الحب الخ۔ اس میں گویا خواہش نفس کو قطعاً ختم کر دینے کی تعلیم دی گئی ہے، کیونکہ کسی سے محبت

اور نفرت کرنا بہت حد تک ایک دوسرے سے نفع حاصل کرنے کی خاطر ہوا کرتا ہے اور کم از کم راحت تو ضرور حاصل ہوتی ہے ، مثلاً انسان اپنی اپاہج اولاد سے بھی محبت کرتا ہے ، اسکی تکلیف دیکھ کر دل بھر آتا ہے اور راحت دیکھ کر سکون قلبی حاصل ہوتی ہے ۔ مگر اس حدیث مبارکہ میں ایک اور محبت سکھائی گئی ہے ، جو اس سے اعلیٰ اور لافانی ہے ، وہ یہ ہے کہ بندہ دوسرے سے محبت اور بغض میں کوئی لالچ اور ذاتی منفعت و مضرت کو پیش نظر رکھنے کے بجائے اپنی فطرت کو مغلوب کر کے صرف ذاتِ خداوندی اور مرضیاتِ الٰہی کو اپنانے کا عادی بنے ، اس حد تک اس کی مشق بڑھائے کہ اسے ہر اس شخص کو دیکھ کر راحت حاصل ہونے لگے جو خداوند کریم کی مرضیات پر چلتا ہو ۔ اور ہر اس شخص کو دیکھ کر طبیعت بھاگنے لگے جو خدا کی نافرمانی میں لگا ہو ۔ یہی نہیں بلکہ یہ بھی ٹیسٹ کرے کہ نافرمان شخص اگر آج توبہ کر رہا ہے تو آیا اُسے اس سے ایک دم نفرت کے بجائے محبت ہوتی ہے یا نہیں ۔ اور فرمانبردار شخص اگر معاذ اللہ معصیت میں مبتلا ہو جائے تو اس سے طبیعت کو نفرت ہوتی ہے یا نہیں ۔

گویا کسی کی ذات نہ اسے محبوب ہو نہ مبغوض ، نہ اسے کسی سے الفت ہو نہ نفرت ، بلکہ صرف خدا کی رضا طلبی اس کی رضامندی بن جائے اور خدا کی معصیت اس کے نزدیک ایک نفرت کی چیز ہو اور حظ نفس قطعاً فنا ہو جائے ۔

بس یہ محبت کی اعلیٰ قسم ہے ، جسے یہ محبت و عداوت حاصل ہو گی اسے گویا ایک قسم کی غناء حاصل ہو گی ۔ اس لئے صحابہ کرام کو جو خیارِ اُمت تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اس کی تعلیم دی ۔

المکہ پریس

خلیق و دیانتدار عملہ
بہترین و بارعایت طباعت

۵۔ شارع فاطمہ جناح ، لاہور

تعلیم الرفق فی طلب الرزق

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی مدظلہم جامعہ اشرفیہ لاہور

(قسط ۔ ۲)

حضرات! میں اس وقت یہ بیان کر رہا ہوں کہ دنیا کی حقیقت کیا ہے اور یہ کہ جب بندہ اپنی محنت کا رخ آخرت کی طرف پھیر دے اور اسی کو اپنا مطلوب بنا دے۔ تو اللہ تعالیٰ کس طرح غیبی طاقت سے اپنا وعدۂ رازقیت پورا فرماتا ہے۔ اس سلسلے میں بزرگوں کی چند حکایات پیش کرتا ہوں۔ جن سے ہم سبق حاصل کر سکتے ہیں۔

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را ۔۔۔ گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

یکے از مشائخ کا قول ہے کہ میں دریائے فرات کے کنارے جا رہا تھا اچانک میرے دل میں تازہ مچھلی کھانے کی خواہش پیدا ہوئی۔ بس فوراً پانی کی موج نے ایک مچھلی دریا سے باہر میرے پاس پھینک دی واذا رجل یعدو ویقول اشویہا لک فقلت نعم فشواہا فقعدت واکلتہا یعنی اتنے میں ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا اور کہا میں تیرے لئے اسے پکا دوں میں نے کہا پکا دو اس نے پکائی پھر میں نے کھا لی۔ اندازہ لگایئے کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی خواہش پوری فرمائی۔

عمر بن عبدالعزیزؒ سے بوقت وفات کسی نے کہا، آپ نے اپنی اولاد کو مفلس چھوڑا تیرے بعد ان کے پاس کچھ نہ ہوگا۔ فرمایا اولادی احد رجلین اما رجل یتقی اللہ فسیجعل اللہ لہ مخرجا وھو یتولّی الصالحین واما رجل مکب علی المعاصی فلا اقویہ علی معاصی اللہ۔ یعنی میری اولاد یا متقی ہوگی سو اللہ اس کے رزق کا ذریعہ خود مہیا فرما دے گا۔ کیونکہ اللہ صالحین کا نگران ہے۔ یا گنہگار ہو کر گناہوں پہ گر پڑنے والی ہوگی سو میں اس کے لئے مال چھوڑ کر اس کو گناہ کے لئے مزید طاقتور بنانا نہیں چاہتا۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے متعلق مروی ہے کہ خلیفہ ہونے سے قبل ان کے لئے ایک ہزار درہم سے کپڑوں کا جوڑا خریدا جاتا تھا تو کہتے ما احسنہا لولا خشونۃ فیہا یعنی یہ کپڑا اور تو اچھا ہے پر اس میں کچھ کھردرا پن ہے۔

وھتکت استارنا ان بلوت اخبارنا فضحتنا وھتکت استارنا یعنی اگر آپ نے ہماری خبروں کا امتحان لیا تو ہمیں رسوا کر دو گے۔ اگر آپ نے ہماری آزمائش کی تو پھر تو ہمارے عیوب کے پردے کھول دوگے (بار بار یہ الفاظ دہراتے رہے) حضرات! حضرت فضیل رحمہ اللہ بڑے ولی اللہ تھے۔ دوزخ کا اور آخرت کا کتنا خوف ان پر سوار تھا مگر ہم کتنے غافل ہیں۔

اپنی غفلت تو نہ کر بازی خدا کے واسطے ۔۔۔ فکر کر لے کچھ تو اب روزِ جزا کے واسطے
حق کی نافرمانیوں سے باز آ۔ تو باز آ ۔۔۔ آگ دوزخ کی بھڑکتی ہے سزا کے واسطے
شمع اعمال نکو روشن تو کر ہمراہ لے ۔۔۔ کنجِ قبرِ تنگ و تیرہ کی ضیا کے واسطے

دوستو۔ ہم صبح سے شام تک نہ معلوم کتنی چیزیں کھا لیتے ہیں۔ لیکن ہمارے اسلاف ایک ادنیٰ سے کھانے کے لئے سالہا سال ترستے تھے محمد بن واسعؒ فرماتے ہیں۔ مجھے کبد مشوی (بھنے ہوئے جگر اور کلیجی) کی بیس سال سے خواہش رہی مگر محرومی ہی محرومی تھی۔ ایک دن جہاد پر جانے کے لئے بایں ارادہ نیا ہوا کہ ثواب کے ساتھ ساتھ شاید مال غنیمت سے میرے حصہ میں کوئی بکرا آجائے اور اس طرح مجھے اس بکرے کی کلیجی کھانا نصیب ہو چنانچہ ہم گئے۔ مشرکین سے لڑے ہمیں غنیمت کا مال مل گیا۔ میں نے اپنے حصہ میں بکرا لیا۔ ایک رفیق کو ذبح کرنے اور کلیجی پکانے کو کہا اور خود میں سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ ایک آسمان سے فرشتے نازل ہوئے۔ انہوں نے یہ لکھنا شروع کیا کہ فلاں اس لئے جہاد میں آیا تاکہ لوگ اسے شجاع کہیں اور فلاں مال غنیمت کے لئے۔ اور فلاں فخر کے لئے۔ پھر میرے پاس کھڑے ہوئے اور کہا شھوانی مسکین اشتھی کبداً مشویا فقلت باللہ لاتفعلوا فانا تائب الی اللہ ثم قلت یارب لا اعود یارب لا اعود انا تائب الیک من سائر الشھوات یعنی یہ بیچارہ نفس پرست ہے بھونے ہوئے جگر اور کلیجی کا طالب ہے میں نے درخواست کی۔ برائے خدا ایسا نہ کرو اور یہ نہ لکھو۔ میں توبہ کرتا ہوں پھر میں نے خواب میں کہا اے رب۔ میں پھر ایسا نہیں کروں گا۔ میں پھر ایسا نہیں کروں گا۔ میں پھر ایسا نہیں کروں گا۔ میں جملہ خواہشات کو چھوڑ کر آپ کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

ابو تراب نخشبیؒ بڑے عارف باللہ گزرے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ عمر بھر صرف ایک بار میرے جی میں دنیاوی خواہش آئی۔ وہ یہ کہ دوران سفر انڈے اور روٹی کھانے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ میں قریب ایک بستی کی طرف مڑا کہ شاید اس میں میرا مقصود پورا ہو۔ بستی میں ایک شخص کی چوری ہوئی تھی۔ اس نے مجھے پکڑ کر چھیننا شروع کر دیا۔ اور کہا یہ بھی چوروں کے ساتھ تھا لوگوں نے مجھے ستر کوڑے مارے پھر ایک شخص نے پہچان لیا۔

یہ کھردرا پن نہ ہوتا تو اچھا ہوتا۔ اور خلیفہ بننے کے بعد چار یا چھ درہم سے خرید کر لایا جاتا۔ تو فرماتے ما احسنہا لولا نعومۃ فیہا۔ یعنی کپڑا اچھا ہے۔ لیکن اس کی یہ نرمی نہ ہوتی تو بہت اچھا ہوتا۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا۔ میرا نفس تواق و ذواق ہے۔ یعنی بڑے شوق و ذوق والا ہے۔ جب اسے کوئی خواہش ہو اور پھر وہ حاصل کرلے۔ تو پھر اس سے اوپر والی شئ کی خواہش کرتا ہے۔ تا آنکہ اس کا مزہ بھی حاصل کرلے۔ اس وقت دنیا میں سب سے بلند شئ خلافت اسے حاصل ہوگئی۔ فتاقت الیٰ مافوقہا فلم تجد شیئا فوقہا الا ما عند اللہ فی الدار الآخرۃ فتاقت الیہ ولا یمکن الوصول الیہ الا بترک الدنیا رضی اللہ عنہ۔ یعنی خلافت سے بالا چیز کا مشتاق ہوا اور خلافت سے بالا درجہ تو آخرت میں خدا کے ہاں ملتا ہے۔ سو میرے نفس کو اس کی خواہش ہوئی۔ اور اس کا حصول ترک دنیا سے ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ترک دنیا اختیار کرنے لگا۔

بہر حال رزق کا ضامن خدا ہے۔ حاتم اصمؒ سے کسی نے پوچھا آپ نے کس چیز میں زندگی گزاری فرمایا چار امور میں۔ اول یہ کہ مجھے یقین ہوا کہ اللہ سے میں ایک لحہ بھی اوجھل نہیں ہو سکتا۔ فاستحییت اللہ ان اعصیہ سو مجھے خدا کی نافرمانی کرنے سے حیا آئی۔ دوم یہ کہ مجھے یقین حاصل ہوا کہ اللہ کی طرف سے میرے لئے رزق مقرر ہے۔ جو مجھے پہنچ کر رہے گا اور وہ ہی اس کا ضامن ہے۔ فوثقت بہ وقعدت عن طلبہ۔ سو میں نے اس پر اعتماد کیا اور طلب چھوڑ دی۔ سوم یہ کہ مجھے یقین ہوا کہ مجھ پر کچھ فرائض ہیں۔ جن کو میں ہی پورا کروں گا۔ کوئی غیر ادا نہیں کرسکتا۔ فاشتغلت بہ۔ پس میں ان میں مشغول ہوا۔ چہارم یہ کہ مجھے یقین ہوا کہ میری موت میری طرف سبقت کرکے آرہی ہے۔ تو میں بھی موت کی طرف دوڑنے لگا۔ واستعدیت للاٰخرت فانا مشغول بما القاہ من کرم اللہ وثوابہ وعقابہ۔ یعنی میں نے آخرت کے لئے خدا سے مدد مانگی پس میں مشغول ہوں ان امور میں جن سے ہمکنار رہوں یعنی خدا کا فضل و کرم و ثواب اور خوف عقاب۔

یہ دنیا امتحان گاہ ہے اللہ ہمارے افعال و اخبار و اعتقاد و ایمان کا امتحان لے رہا ہے۔ ابراہیم بن اشعثؒ فرماتے ہیں فضیل بن عیاض ایک رات سورت محمد کی تلاوت کر رہے تھے۔ اور روتے ہوئے اس آیت کو بار بار پڑھتے رہے۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِيْنَ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ ہم ضرور تمہاری آزمائش کریں گے۔ تاکہ ہمیں تم میں سے مجاہدین و صابرین کا پتہ چل جائے۔ اور ہم تمہاری خبروں کا امتحان لیں گے اور کتنے جانتے تھے۔ وتبلوا اخبارنا۔ وتبلوا اخبارنا۔ یعنی آپ ہمارا امتحان لوگے۔ ہماری خبروں کی آزمائش کروگے ویقول ان بلوت اخبارنا فضحتنا وھتکت استارنا ان بلوت اخبارنا فضحتنا۔

اور کہا۔ بدبختو۔ یہ ابوتراب نخشبی ہیں جو کہ بڑے بزرگ ہیں۔ سارے لوگ میرے پاس معذرت کرنے لگے۔ ایک آدمی مجھے اپنے گھر لے گیا فقدم لی خبزًا و بیضا فقلت لنفسی کلی بعد سبعین درّۃ۔ یعنی اس نے میرے سامنے روٹی اور کئی انڈے رکھے۔ میں نے اپنے نفس سے کہا کھا ستر کوڑے لگنے کے بعد۔

ایک شخص کہتا ہے کہ میں ایک روز اپنے اہل و عیال کے نان و نفقہ کے بارے میں متفکر تھا۔ اسی پریشانی میں سو گیا۔ میں نے خواب میں اپنے آپ کو ایک جزیرہ میں پایا۔ دل ہی دل میں کہا۔ این یصلنی ما آکل وما اشرب۔ یعنی یہاں پر مجھے کھانے پینے کی چیزیں کہاں ملیں گی۔ غیب سے ہاتف نے آواز دی یا ھذا لو کان رزقك خلف سبعۃ ابحر لاٰتاك فانتبہت مسرورا و زال عنی ما کنت اجد ثم بعد ذٰلك جائتنی رسالۃ علی ید بعض الاصحاب من رجل لم یخطر ببالی فقلت صدق اللہ فی قولہ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب۔ یعنی اگر آپ کا رزق سات سمندروں کے پیچھے ہو۔ تو بھی وہ پہنچ کر رہے گا۔ میں بیدار ہو کر خوش ہوا اور غم دور ہوا۔ پھر بعض رفقاء کے ہاتھوں ایک ایسے آدمی کی طرف سے مال ملا جس کا مجھے تصور بھی نہ تھا۔ میں نے کہا۔ اللہ کا یہ فرمان سچا ہے کہ جو متقی بن جائے۔ اللہ اس کے لئے راہ کھول کر ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں اس کا خیال بھی نہ ہو۔

ایسے لوگ بھی گذرے ہیں۔ کہ عمر بھر پہاڑ میں رہے۔ ایک غار سے باہر نہیں گئے۔ مگر ان کا رزق ان تک پہنچتا رہا۔ ایک بزرگ کہتے ہیں کہ ہم چند آدمی جبل لبنان گئے تا کہ کوئی بزرگ مل جائے۔ (جبل لبنان کے متعلق مشہور ہے۔ کہ اس میں اولیاء اللہ و ابدال رہتے ہیں) ہم تین روز گھومے۔ آخر کار میں تو ایک بلند پہاڑی پر بیٹھ گیا۔ کیونکہ ٹانگ میں تکلیف تھی۔ اور رفقاء گھومتے رہے۔ میں نے دو دن ان کا انتظار کیا مگر وہ واپس نہ آئے نیچے پانی کا چشمہ تھا۔ میں نے وہاں جا کر وضوء کیا اور نماز میں مصروف ہوا۔ نماز کے اندر ایک تلاوت کنندہ کی آواز کان میں پہنچی۔ نماز کے بعد آواز کی طرف گیا۔ دیکھا کہ ایک بڑے کھف (غار) میں ایک نابینا شخص ہے۔ میں نے السلام علیکم کہا، اس نے جواب دے کر پوچھا جنّی ہو یا انسی۔ میں نے کہا انسی۔ انہوں نے کہا لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ ما رائیت ھھنا انسیًا منذ ثلاثین سنۃ غیرك۔ یعنی کلمہ طیبہ پڑھ کر انھوں نے کہا۔ کہ تیرے بغیر تیس سالوں سے میں نے یہاں کوئی انسان نہیں پایا، پھر کہا آپ تھکے ہوئے ہوں گے۔ آیئے آرام کریں۔ میں غار کے اندر گیا۔ تین قبور دیکھے ان کے پاس سو گیا۔ جب ظہر کا وقت ہوا۔ تو آواز دی۔ الصلوٰۃ یرحمك اللہ ولم ار رجلا اعرف باوقات الصلوٰۃ منہ یعنی نماز کا وقت ہو گیا۔ خدا تجھ پر رحم کرے۔ ان سے بڑھ کر اوقات جاننے والے کو میں نے نہیں دیکھا۔ میں نے

ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ وہ عصر تک نوافل میں مصروف رہے۔ عصر کی نماز کے بعد یہ دعا کرنے لگے اللّٰھم اصلح امۃ محمد اللّٰھم ارحم امۃ محمد اللّٰھم فرج عن امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اے اللہ۔ امت محمدیہ کی اصلاح فرما۔ اے اللہ ان پر رحم کر۔ اے اللہ ان سے مصائب دور فرما۔ مغرب کی نماز کے بعد میں نے پوچھا یہ دعا کہاں سے آپ کو معلوم ہوئی ہے؟ انہوں نے کہا۔ جو شخص اس دعا کو تین مرتبہ پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کو ابدال میں لکھ دے گا۔ میں نے کہا۔ یہ دعا سکھائی کس نے؟ کہا لا یحتمل ایمانک ذلک یعنی آپ اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ عشاء کی نماز کے بعد اس نابینا بزرگ نے فرمایا کھانا کھاؤ گے؟ میں نے کہا۔ ہاں۔ فرمایا۔ غار کے اندر جا جو کچھ موجود ہو۔ وہ کھا لینا۔ فوجدت صخرۃ علیھا جوز و زبیب و خرنوب و تفاح و تین و حبۃ الخضراء کل واحد من ذلک فی ناحیۃ یعنی میں نے وہاں چٹان پر اخروٹ منقی خرنوب (ایک خاردار قسم کے درخت کا پھل) سیب انجیر اور مختلف قسم کا پھل پایا۔ ہر ایک پھل علیحدہ علیحدہ کونوں میں رکھا ہوا تھا۔ میں نے ان سے اتنا کھایا جتنا کھا سکتا تھا۔ سحر کے وقت انہوں نے وتر اور تہجد پڑھی۔ ساری رات نہیں سوئے۔ پھر وہاں سے انہوں نے بھی کچھ کھایا۔ اور بیٹھ گئے۔ جب صبح کی نماز پڑھ لی تو وہ بیٹھے بیٹھے سو گئے تا آنکہ آفتاب بقدر دو نیزہ کے نکلا۔ پھر کھڑے ہوئے۔ وضوء کیا۔ میں نے پوچھا یہ پھل کہاں سے ملتا ہے۔ اتنا لذیذ پھل میں نے کبھی نہیں کھایا تھا۔ فرمایا۔ آپ خود اس کا معائنہ کر لیں گے۔ فدخل طائر جناحاہ ابیضان وصدرہ احمر و رقبتہ خضراء و فی منقارہ حبۃ زبیب و بین رجلیہ جوزۃ فوضع الزبیبۃ علی الزبیب والجوزۃ علی الجوز۔ یعنی تھوڑی دیر کے بعد ایک پرندہ آیا۔ جس کے پر سفید، سینہ سرخ، اور گردن سبز تھی چونچ میں منقی اور پنجوں میں اخروٹ تھے۔ منقی کو منقی کی جگہ پر اور اخروٹ کو اخروٹ کی جگہ پر رکھا۔ فرمایا دیکھ لیا میں نے عرض کیا۔ ہاں۔ فرمایا۔ ھذا الطائر یأتینی بھذہ الفاکھۃ منذ ثلاثین سنۃ۔ یعنی یہ پرندہ میرے پاس یہ انواع میوہ تیس سال سے لا رہا ہے۔ میں نے کہا۔ دن میں کتنی بار آتا ہے۔ فرمایا۔ سات بار۔ میں نے اس روز گنا تو پندرہ بار آیا۔ اس کو بتایا۔ تو فرمایا۔ قد زادک مرۃ اجعلنا فی حل۔ یعنی آپ کی وجہ سے ایک بار زیادہ آیا۔ وہ بزرگ چھلکوں کی قمیص پہنے ہوئے تھے جو شجرہ موز (کیلے) کے چھلکوں سے مشابہ تھی۔ میں نے کہا۔ کہاں سے یہ حاصل ہوتا ہے۔ فرمایا۔ یأتینی ھذا الطائر فی کل یوم عاشوراء بعشر قطع من ھذا اللحاء فاصنع منہ قمیصاً و مئزراً وکانت عندہ مسلۃ یخیط بھا اللحاء۔ یعنی ہر سال عاشورے (۱۰ محرم) کے دن یہ پرندہ میرے پاس اس نوع کے دس چھلکے لے آتا ہے۔ جن سے میں قمیص اور تہ بند سی لیتا ہوں۔ ان کے پاس ایک بڑا سُوا تھا۔ جس سے وہ ان چھلکوں کو سی لیا کرتے تھے میں نے پرانے پھٹے ہوئے چھلکے ان کے نیچے بطور فرش کے

بچھے ہوئے دیکھے۔ ورئیت حنده حجراً یصب علیه الماء ثم یاخذ الماء الذی ینزل منه فیمسح به الشعر الذی ینبت علیه فیحلقه۔ ان کے پاس میں نے ایک پتھر دیکھا اس پر وہ پانی ڈال دیتے۔ پھر پتھر پر سے گزرا پانی لے کر ان بالوں کو جن کا مونڈنا مقصود تھا اس سے تر کر لیتے۔ اسی طرح وہ بال گر جاتے۔ ایک دفعہ ان کے پاس سات اشخاص آتے جن کی آنکھیں لال تھیں اور اوپر نیچے پھٹی ہوئی تھیں۔ ان کا لباس ان کے اشعار (بال) تھے انہوں نے فارسی میں مجھ سے کہا خوف نہ کر یہ مسلمان جنّی ہیں۔ ان میں سے ایک نے سورۃ طٰہٰ دوسرے نے سورۃ فرقان ان کو سنائی۔ ایک نے سورۃ رحمٰن کی چند آیات سیکھیں۔ پھر وہ چلے گئے۔ (معلوم ہوا کہ تعلیم اور اور سیکھنے کے لئے آئے تھے۔) انہوں نے ایک مرتبہ بایں الفاظ سجدہ میں دعا کی۔ اللّٰھم امنُن علی باقبالی علیك واصغائی الیك وانصاتی لك والفهم عنك والبصیرة فی امرك والنفاذ فی خدمتك وحسن الادب فی معاملتك درفع صوتہ۔ میں نے پوچھا یہ دعا کہاں سے حاصل کی۔ فرمایا اس کا مجھے الہام ہوا۔ ایک رات میں نے یہ دعا پڑھی تو ہاتف نے آواز دی۔ اذا دعوت بھذا الدعاء ففخم فانہ مستجاب۔ یعنی جب آپ یہ دعا پڑھیں تو آواز بلند کر۔ اللہ قبول فرمائے گا۔ میں چوبیس (۲۴) روز ان کے پاس ٹھہرا۔ پھر انہوں نے پوچھا۔ یہاں تک کیسے پہنچے میں نے سارا قصہ سنایا۔ کہ ساتھیوں کے انتظار میں تھا وہ نہ آئے۔ فرمایا اگر مجھے پہلے سے یہ معلوم ہوتا تو میں اتنی مدت آپ کو نہ ٹھہراتا۔ آپ کے رفقاء آپ کی وجہ سے بڑے متفکر ہوں گے۔ اور واپسی میں تاخیر پر بڑے پریشان ہوں گے۔ اس لئے آپ کا یہاں ٹھہرنا مفید نہیں۔ جانا ہی بہتر ہے۔ میں نے کہا مجھے راستے کا علم نہیں۔ تو خاموش ہوئے۔ زوال کے وقت فرمایا اٹھئے۔ جانے کی تیاری کیجئے۔ میں نے وصیت کی درخواست کی۔ فرمایا علیك بالجوع والادب فانی ارجولك ان تلحق بالقوم۔ یعنی دو باتوں پر پورا عمل کر ایک بھوک کو اختیار کر اور شکم سیری سے پرہیز کر اور ایک ادب کرنا۔ مجھے امید ہے۔ کہ آپ بزرگوں کے مقام کو پا لو گے۔ پھر فرمایا میں ایک ہدیہ بھی دینا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ خانہ کعبہ کی زیارت کے بعد چاہ زمزم و مقام ابراہیمی کے درمیان ایک شخص ملے گا۔ جب ملاقات ہو جائے۔ تو اس کو میرا اسلام پہنچا دینا۔ اس شخص کے کچھ احوال بھی انہوں نے بتائے۔ یہ بھی فرمایا کہ ان سے اپنے لئے دعا کرانا۔ پھر یہ بزرگ صاحب غار سے نکلے۔ میں بھی ساتھ تھا۔ دیکھا۔ کہ کھف۔ غار کے دروازہ پر ایک سبع (درندہ) کھڑا تھا۔ انہوں نے اس سبع (درندہ) سے کچھ کلام کیا۔ جو میری سمجھ میں نہ آیا۔ پھر مجھے حکم دیا۔ کہ اس درندے کے پیچھے جا جہاں وہ کھڑا ہو جائے وہاں پر بائیں یا دائیں جانب آپ کو راستہ مل جائے گا۔ چنانچہ درندہ میرے آگے ایک ساعت تک گیا۔ پھر

کھڑا ہوا۔ میں نے دائیں طرف عقبۂ دمشق پایا۔ جامع مسجد میں گیا۔ وہاں پر اپنے رفقاء سے ملا۔ یہ سارا قصہ سنایا۔ ہم سب پھر اس پہاڑ کی طرف نکلے۔ ہمارے ساتھ بے شمار لوگ تھے۔ تا آنکہ ہم اسی پہاڑ کے اُسی جگہ پر پہنچے۔ مسلسل تین دن تک اس غار کو تلاش کیا۔ مگر نہ ملا۔ لوگوں نے کہا۔ یہ ایک شیئ تھی جو خدا تعالیٰ نے آپ پر منکشف فرمائی۔ اور ہم سے پوشیدہ رکھا۔ اس کے بعد ہر سال حج پر جاتا اور اس شخص کی جستجو کرتا جن سے انہوں نے ملنے اور دعا کرانے کو کہا تھا مگر ملاقات نہ ہوسکی۔ اس واقعہ کے پورے آٹھ سال بعد ان علامات کا شخص زمزم و مقام ابراہیمی کے درمیان نماز عصر کے بعد ملا۔ میں نے السلام علیکم کہا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے دعا کی درخواست کی۔ انہوں نے میرے لیے دعا کی۔ پھر میں نے عرض کیا کہ ابراہیم کرمانی (وہ غار والے بزرگ) آپ کو سلام کہتے ہیں۔ فرمایا۔ ان کو کہاں دیکھا۔ عرض کیا جبل لبنان میں۔ فرمایا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ اللہ اس پر رحم فرمائے۔ میں نے عرض کیا۔ کیا وہ مرگئے؟ فرمایا ہاں۔ ابھی ابھی میں نے ان کو ان بھائیوں کے پاس دفنایا جن کی قبریں غار میں آپ نے دیکھی تھیں، اور ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ جس وقت ہم انہیں غسل دے رہے تھے۔ اذا بالطائر الذی کان یاتیہ بقوتہ قد سقط فلو یزل یضرب بجناحیہ حتی مات فدفناہ عند رجلیہ یعنی اچانک وہ پرندہ جو ہمیشہ اس کی خوراک کی چیزیں لایا کرتا تھا ہمارے پاس گر پڑا اور تڑپتے تڑپتے اس نے بھی جان دے دی۔ ہم نے اس کو اس کے پاؤں کے قریب دفنا دیا۔ اس غار والے کی موت کا قصہ بیان کرنے کے بعد پھر یہ بزرگ اٹھ کھڑے ہوئے اور طواف میں داخل ہوئے اس کے بعد میں نے انہیں نہیں دیکھا۔

حضرات۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اوفوا بعھدی اوف بعھدکم تم اپنا عہد عبادت پورا کرتے رہو میں اپنا عہد رزق رسانی پورا کروں گا۔ مسلمان جب خدا کے کام میں لگ جاتا ہے۔ تو خدا اس کے کام کی طرف متوجہ ہوگا۔ جب ہم وفا کریں گے۔ تو خدا بھی اپنے وعدہ کا وفا فرمائے گا۔ اور غیب سے انسان کی ایسی نصرت فرمائے گا جس سے وہ خود بھی حیران ہو۔ آغا شیر احمد خاموش صاحب نے کیا خوب فرمایا ہے

ہم نے جب خود ہی وفا کا نہ کچھ ساتھ دیا　　پھر زبان پر گلہ شکوہ دوراں کیوں ہو
ہم نے جب خود ہی کیا دشت نوردی کو قبول　　شکوۂ تلخی افتاد بیاباں کیوں ہو
ہم نے جب خود ہی سجایا ہے چمن کانٹوں سے　　دامن شوق حدیث گل خنداں کیوں ہو
روشنی دیکھے اندھیروں کو خریدا ہم نے　　مطلع زیست پہ پھر صبح درخشاں کیوں ہو

ایفائے قول کے متعلق ایک حکایت ہے۔ ایک شخص کا قول ہے کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا۔ ایک شخص اہل

یمن سے آیا۔ کہا میں ایک ہدیہ آپ کے لئے لایا ہوں۔ پھر ایک رفیق کو کہا اپنا قصہ سنایئے۔ اس نے یہ پیغام سنایا کہ میں صنعاء یمن سے حج کے ارادہ سے نکلا۔ ایک شخص نے یہ پیغام دیا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کی زیارت کا موقعہ آئے۔ تو آپ کو اور آپ کے صاحبین ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو میرا سلام کہنا۔ میں مدینہ میں زیارت کے لئے آیا مگر وہ پیغام بھول گیا۔ ہمارا قافلہ مدینہ سے نکلا۔ ذوالحلیفہ میں احرام باندھنے کی تیاری کر رہی رہا تھا کہ وہ امانت پیغام یاد آئی۔ اپنے ساتھیوں کو کہا میری اونٹنی اور سامان کا خیال رکھو۔ میں مدینہ جا رہا ہوں تاکہ سلام پہنچادوں۔ انہوں نے کہا ابھی تو قافلہ روانہ ہونے والا ہے تو نہ پہنچ سکے گا۔ میں نے کہا اگر نہ پہنچا تو میری اونٹنی اور سامان ساتھ لے جاؤ۔ میں مدینہ گیا سلام پہنچا دیا۔ پھر نکلا سامنے ایک آدمی آیا میں نے قافلہ کے متعلق پوچھا۔ اس نے بتایا۔ وہ چل پڑا۔ میں واپس مسجد نبوی میں آیا۔ اور ارادہ کیا کہ اس وقت تک مدینہ میں مقیم رہوں گا۔ جب تک کوئی اور قافلہ تیار ہوتا ہے۔ (اس زمانہ میں اکیلے جانا مشکل و ناممکن تھا) میں سوگیا۔ رات کے آخری حصہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی زیارت ہوئی۔ ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ هذا الرجل فالتفت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال ابوالوفاء فقلت یارسول اللہ کنیتی ابوالعباس فقال لی انت ابوالوفاء واخذ بیدی فوضعنی فی المسجد الحرام فاقمت بمکۃ ثمانیۃ ایام حتی وردت الرفقۃ روض الریاحین ص۱۸۱۔ یعنی یارسول اللہ وہ آدمی یہ ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا ابوالوفاء (وفاء والا) تو ہے یعنی تیرا نام ابوالوفاء ہے؟ میں نے عرض کیا حضرت میرا نام (کنیت) ابوالعباس ہے اسی نام سے پکارا جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ تم ابوالوفاء یعنی وفاء کرنے والے ہو۔ پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مسجد حرام مکہ میں پہنچا دیا۔ صبح آنکھ کھلی۔ تو بجائے مدینہ کے واقعی میں مکہ میں تھا۔ میں آٹھ دن مکہ میں رہا۔ اس کے بعد میرے ساتھی قافلہ والے پہنچے۔

جب ایک انسان کے قول اور وعدے کے ایفاء کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بدلہ دیا جاتا ہے۔ تو اللہ کے احکام و اقوال پر عمل کرنے اور اس کے اوامر کے امتثال کے بدلے کا اندازہ لگالو۔ جو شخص خدا و رسول کے کام میں لگا ہو۔ یقین رکھو کہ وہ بھوک و پیاس سے کبھی بھی نہیں مرے گا۔

شیخ ابی عمران واسطی فرماتے ہیں۔ میں مکہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کے لئے نکلا۔ راستہ میں اتنی شدید پیاس لگی کہ زندگی سے ناامید ہوا۔ شجرۂ ام غیلان یعنی کیکر کے درخت تلے موت کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ اتنے میں ایک فارس (شہسوار) آیا۔ اخضر سبز رنگ کے گھوڑے پر سوار تھا۔ زین لگام

لباس - دیگر آلات سب سبز تھے - ہاتھ میں سبز پیالہ تھا جس میں سبز رنگ کا پانی تھا - اس نے وہ پیالہ مجھے دیا اور فرمایا - اشرب - پی لو - میں نے تین سانس سے خوب پیٹ بھر کر پیا مگر پیالہ کا پانی کم نہ ہوا - پھر انہوں نے پوچھا کہاں جانا ہے - میں نے کہا مدینہ منورہ تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صاحبین کی خدمت میں ہدیۂ سلام پیش کر دوں - فرمایا - اذا وصلت وسلمت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہما فقل لہم رضوان (ای ملک الجنۃ) یقرؤکم السلام - یعنی جب مدینہ میں آنحضرت اور آپ کے صاحبین پر سلام کا موقعہ مل جائے تو میری طرف سے بھی یہ عرض کر دینا کہ جنتی فرشتوں کا سردار رضوان نامی فرشتہ تینوں کی خدمت میں ہدیۂ سلام پیش کرتا ہے - معلوم ہوا کہ گھوڑے پر سوار رضوان نامی فرشتہ اس شخص کو خدا کی طرف سے پانی لے کر آیا تھا -

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں عدن سے اپنے رفقاء کے ساتھ سفر پر نکلا - رات کو میری ٹانگ میں سخت تکلیف ہوئی - چلنے پھرنے سے عاجز ہوا - رفقاء چلے گئے - میں تنہا سمندر کے کنارہ رہ گیا - میں روزہ دار تھا - میرے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا - رات کو میں خواب کی تیاری کر رہا تھا کہ اچانک دیکھا کہ میرے سامنے دو روٹیاں پڑی ہیں - روٹیوں میں پرندے کا بھنا ہوا گوشت تھا - میں نے اسے کھایا نہیں بلکہ رکھ دیا - اتنے میں ایک شخص نظر آیا ہاتھ میں لوہے کا ڈنڈا ہے - فقال لی کل یا مرائی - یعنی اے ریا کار کھا - میں نے ایک روٹی اور کچھ گوشت کھالیا - باقی روٹی مع گوشت کے کپڑے کے ایک ٹکڑے میں لپیٹ کر سر کے قریب رکھ لیا - اور سو گیا - جب بیدار ہوا - تو حیرت ہوئی کہ وہ کپڑے کا ٹکڑا تو میرے سر کے نیچے جوں کا توں ہے - مگر اس میں کچھ بھی نہیں - معلوم ہوا کہ وہ غیب کا کھانا ضرورت پوری کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا جو بچا اس کو اللہ نے اٹھا لیا -

اتنی غفلت تو نہ کر بازی خدا کے واسطے ۔۔۔ فکر کر کچھ تو بھلا روز جزا کے واسطے
حیف تو سوتا رہے ہر صبح اور وقت اذان ۔۔۔ مرغ ماہی سب اٹھیں یاد خدا کے واسطے
کب عمارت کو یہاں پر پائیداری ہے عزیز ۔۔۔ عمر کھوتا ہے عبث اس کی بنا کے واسطے
تجھ پہ جو آئے مصیبت صبر کر اور کر خیال ۔۔۔ سختیاں کیا کیا ہوئی ہیں انبیاء کے واسطے

حضرات - دنیا میں زندگی جتنی عیش و عشرت سے گزرتی ہے - اتنی کمی آخرت میں آتی ہے - ابو احمد جلاسی فرماتے ہیں - میری ماں بڑی نیک و صالح تھیں - ہم بڑے غریب و تنگ حال تھے - غربت و افلاس کی زندگی گزار رہے تھے - ایک دفعہ ماں نے کہا - اے بیٹا کب تک یہ تنگی ہوگی کچھ طلب معاش کریں میں بوقت سحر

اٹھا۔ اور یہ دعا کی۔ اللھم ان کان لی فی الاخرۃ شئ فعجل منہ لی فی الدنیا فرأیت نورا فی زاویۃ البیت فقمت الیہ فرأیت رجل سریر من ذھب مرصع بالجواھر۔ فقلت لھا خذی ھذا۔ یعنی اے اللہ اگر آخرت میں میرا کچھ حصہ ہو نعمتوں میں۔ تو اس میں سے کچھ مجھے دنیا ہی میں عنایت فرما۔ اس دعا کے بعد مکان کے ایک کونہ میں روشنی دکھائی دی۔ میں اس کی طرف لپکا۔ دیکھا تو وہ ایک تخت کا پایا ہے۔ جو سونے کا ہے۔ اور اس میں جواہر پیوست ہیں۔ اٹھا کر میں نے اس کو اپنی ماں کے حوالہ کیا۔ اور میں خود جامع مسجد چلا گیا۔ یہ سوچ رہا تھا کہ ان جواہر کو کس جوہری کے پاس لے جاؤں۔ اور ان کے ساتھ کیا عمل کرنا ہوگا۔ جب واپس آیا۔ تو ماں نے کہا۔ اے بیٹا مجھے معاف کر۔ تیرے نکلنے کے بعد میں سو گئی خواب میں دیکھا۔ کہ میں جنت میں ہوں ایک قصر دیکھا۔ جس کے دروازہ پہ لکھا ہوا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ھذا لابی احمد الحلاسی۔ یعنی کلمہ طیبہ کے ساتھ یہ لکھا تھا کہ یہ قصر ابو احمد حلاسی کا ہے۔ میں نے کہا۔ میرا بیٹا؟ فرشتوں نے کہا۔ ہاں۔ میں قصر کے اندر گئی۔ اندر ایک کمرہ میں گئی تخت دیکھے۔ ایک تخت کا پایا نہ دارد۔ میں نے کہا۔ دیگر تختوں میں یہ ٹوٹا تخت و پلنگ کتنا برا لگتا ہے۔ کسی نے کہا۔ اس کا پایہ تو آپ نے لے لیا ہے۔ میں نے ان کو کہا میرے پاس جو ہے وہ اس میں واپس جوڑ دو۔ پھر بیدار ہوئی۔ اور وہ پایہ جو تو نے دیا تھا غائب پایا۔ ••

(باقی آئندہ)

فلم "ڈان آف اسلام" کے بارہ میں دار العلوم کراچی کا فتویٰ

یوں تو ہر فلم ہی ناجائز ہے، پھر صحابہ کرامؓ کے واقعات کو فلمانا تو ان مقدس ہستیوں کی توہین بھی ہے، پھر گناہ کو ثواب کہنا اور بھی سخت گناہ ہے اور یہ کہنا کہ اس سے اسلام کی تبلیغ ہو رہی ہے خود فریبی ہے۔ تبلیغ کی بھی کچھ حدود شریعت نے مقرر کی ہیں۔ جو تبلیغ ان حدود کو پامال کر کے ہو وہ دین کی تبلیغ نہیں ہو سکتی۔ کل اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ فلمانے کے لئے تبلیغ اسلام ہی کی دلیل دی جائے تو کیا اسے تسلیم کر لیا جائے گا؟ اور ہمیں نہیں معلوم کہ کسی قابل اعتماد، مستند اور متقی صاحب فتویٰ عالم نے اس کو سراہا ہو۔ اگر کسی نے سراہا ہے تو گناہ کیا ہے۔ جس کی ذمہ داری اس پر ہے۔ واللہ اعلم۔

کتبہ محمد رفیع عثمانی نائب مفتی دار العلوم کراچی ع ۱۴۔ الجواب صحیح۔ محمد عاشق الٰہی بلند شہری

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی مجلس میں

محترم جناب الحاج مولانا عبد الکریم صاحب صابر
مدیر ہفت روزہ "مخلص" ڈیرہ اسمٰعیل خان

★

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عنوان بالا پر کچھ لکھنے سے قبل میں اپنے بعض ان رویا کا تذکرہ کردوں جو حضرت اقدسؒ سے مرے قلبی تعلق کا ذریعہ ثابت ہوئے ۔ صابر

★

۱۹۵۲ء کے موسم گرما کی بات ہے ، ایک پر سکون شب کا آخری اور خنک حصہ رخصت ہو رہا تھا، اچانک ایک سرسبز اور شاداب میدان نظر آیا جس کے سرے پر کوئی درخت موجود تھا، دفعۃً حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ آپ کسی شخص کے ہمراہ اس درخت کی جانب بڑھ رہے ہیں ۔ درخت کے قریب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی محسوس ہوئی اور مجھے دور سے ایک شبیہ نظر آئی ۔ اسی اثنا میں حضرت رحمہ اللہ اس درخت کے نیچے پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بغلگیر ہوئے ۔ آپ کے ساتھ جو صاحب تھے وہ بھی زیارت سے مشرف ہوئے ۔

بیدار ہونے کے بعد اگرچہ خواب کی تعبیر سمجھنے سے قاصر رہا، لیکن اس سے جو روحانی سکون اور قلبی انبساط حاصل ہوا اس نے مجھے تعبیر کی جستجو سے مستغنی کر دیا اور میں نے کسی سے اس کا تذکرہ نہیں کیا۔

چند روز کے بعد مزید رویا باعثِ مسرت بنے، جن میں سے ایک یہ تھا کہ :

مَیں نے دیکھا کہ حضرتؒ کے ہاتھ میں ایک شفاف گلاس ہے اور آپ اس سے نوش فرما رہے ہیں، جس وقت تھوڑا سا مشروب باقی رہ گیا تو وہ مجھے عنایت فرما دیا۔

اس خواب کے بعد مَیں اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ رویاءِ صالحہ در اصل بیعت کی ترغیب ہیں ۔

ایک روز خیال آیا کہ بیعت کے بارے میں کیوں نہ "دیوان حافظ" سے فال اخذ کیجائے، چنانچہ قدرے پس وپیش کے بعد ایک صاحب سے کتاب مستعار لے آیا اور فاتحہ کے بعد بسم اللہ پڑھ کر کتاب کھولی تو سب سے پہلے جس شعر پر نظر پڑی وہ یہ تھا ؎

اے نورِ چشم من سخنے ہست گوش کُن
گر ساغرت پر ست بنوشان و نوش کُن

شعر کا مفہوم نہایت واضح تھا، اس لئے اگرچہ فریب نفس کے سارے دروازے مسدود تھے پھر بھی روشنیٔ طبع نے ایک دوسرا شوشہ چھوڑا، اور وہ یہ کہ چونکہ اس کام میں ذمہ داریاں بہت ہیں اس لئے اس ارادہ کی تکمیل کو اگلے سال کے لئے کیوں نہ ملتوی کر دیا جائے؟

ذہن میں یہ خیال آیا اور بہت ممکن تھا کہ میں اس وسوسہ کا شکار ہو جاتا لیکن اپنے اس خیال کی تائید کی جستجو میں جب دوبارہ کتاب کھولی تو بالکل خلافِ توقع یہ شعر سامنے تھا ؎

تکیہ بر اخترِ شب گرد مکن عیار
تاج کاؤس ربود و کمر کیخسرو

یہ شعر فریب نفس کے تابوت میں آخری میخ ثابت ہوا، چنانچہ میں تمام امور سے فراغت کے بعد حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیعت کے لئے درخواست پیش کی۔ آپ نے فرمایا کہ جائیے، پہلے استخارہ کیجئے۔ میں یہ سن کر سناٹے میں آگیا، ایسا محسوس ہوا جیسے اس مختصر سے جملے میں طنز کے سینکڑوں نشتر پوشیدہ ہیں، مگر خاموش رہا۔ چند روز کے بعد پھر عریضہ پیش کیا تو وہی جواب ملا کہ استخارہ کیجئے۔ اس کے بعد حضرت کو ایک طویل سفر پیش آگیا اور تقریباً ایک ماہ کے بعد جب سفر سے واپسی ہوئی تو تیسری مرتبہ درخواست پیش کی۔ فرمایا استخارہ کر چکے؟ عرض کیا جی ہاں ہو چکا استخارہ جتنا ہونا تھا، اب میں نہیں کروں گا، آپ بیعت کر لیجئے۔ فرمایا اچھا مغرب کے بعد دیکھا جائیگا، اور پھر مغرب کے بعد ایک مبارک خواب حقیقت کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔

اب میں حضرتؒ کے چند ارشادات و نصائح تحریر کرتا ہوں۔

مہمانوں کی تکریم کا جذبہ

وفات سے چند سال قبل کی بات ہے، رمضان المبارک کا مہینہ تھا اور حضرت ٹانڈہ میں مقیم

تھے، مہمانوں کا زبردست ہجوم تھا، ہر وقت واردین و صادرین کا تانتا بندھا رہتا، آپکی طبیعت ناساز ہوئی معالجین نے بڑے گوشت کے استعمال کی ممانعت کردی، لیکن اہل خانہ اور خدام کے شدید اصرار کے باوجود آپ اس پرہیز کے لئے اس وقت تک راضی نہ ہوئے جب تک کہ تمام مہمانوں کے لئے (جو سینکڑوں کی تعداد میں تھے) چھوٹے گوشت کا انتظام نہیں کردیا گیا۔ اس کے باوجود ایک روز جبکہ بہت سے مہمان دستر خوان پر موجود تھے کھڑے ہو کر معذرت کرتے ہوئے چند جملے فرمائے، جن کا مفہوم یہ تھا کہ آپ حضرات مہمان ہیں اگر مجھ سے کسی قسم کی کوتاہی ہوئی ہو تو معاف فرمادیں۔

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ لوگ تراویح میں مشغول تھے مہمانوں میں سے کوئی صاحب نمازیوں کے قریب سے گذرے۔ سلام پھیرنے کے بعد حضرت کے مصاحبین میں سے ایک نے ذرا تلخ انداز میں کہنا شروع کیا کہ لوگ صفوں کے قریب سے گذرتے ہیں اور یہ خیال نہیں کرتے نماز میں خلل واقع ہوگا۔ چونکہ انداز گفتگو درشتی لئے ہوئے تھا اور اس سے مہمان کی اہانت اور دل شکنی کا پہلو نکلتا تھا اس لئے حضرت نے ان مصاحب کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ خود اپنی کوتاہی کو محسوس نہیں کرتے اور دوسروں کو برا بھلا کہتے ہیں، آخر نماز میں سترہ کس لئے ہوتا ہے؟ اور پھر آپکی نماز ایسی ہوتی ہی کیوں ہے کہ ذرا سی بات سے ذہن منتشر ہو جائے۔

پردہ پوشی

ایک روز حضرت نے مجلس میں مجھ سے کوئی بات دریافت فرمائی، میں نے بعض مصالح کے پیش نظر ذرا پیچیدہ جواب دیا، مقصد یہ تھا کہ اصل بات مخفی رہے اور اس پر کذب صریح کا اطلاق بھی نہ ہو سکے، مگر حضرت نے جرح کرکے مجھے اس قدر الجھایا کہ میں پریشان ہو گیا اور محفل زعفران زار بن گئی گفتگو کے وقت راقم حضرت ہی کے چارپائی پر تھا، حضرت نے آہستہ سے فرمایا دھوکہ دیا یا کھایا؟ یہ فرما کر میری جھیپ دور کرنے کے لئے خود بھی ہنسی میں شریک ہو گئے۔ حاضرین میں سے کسی کو بھی خبر نہ ہوئی کہ حضرت نے کیا فرمایا۔

ایک نصیحت

ایک رمضان المبارک کی بات ہے آپ بانسکنڈی (آسام) میں قیام پذیر تھے اور چونکہ یہاں آپ

میزبان کے بجائے مہمان تھے اس لئے آپ کی قیام گاہ پر منتظمین کی جانب سے نگرانی کا ذرا سخت انتظام تھا، ابتداءً یہ زبردست پہرہ دیکھ کر مجھے تشویش ہوئی، لیکن حضرتؒ کی خصوصی عنایات کے طفیل اس ناچیز کو حضرۃ کی قیامگاہ میں داخلے کی پابندیوں سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا، اس خصوصی رعایت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں ایک بار حضرت کے خاص کمرے میں ایسے وقت پہنچ گیا جبکہ آپؒ غالباً خطوط کے جوابات تحریر فرما رہے تھے۔ اگرچہ حاضری کا یہ انداز نہایت غلط تھا (جس کا مجھے بعد میں احساس ہوا) اس کے باوجود حضرت نے کسی قسم کی ناگواری کا اظہار کئے بغیر فرمایا کیا بات ہے؟ میں ایک عریضہ لکھ کر لے گیا تھا جسمیں اپنی الٹی سیدھی کیفیات کا تذکرہ تھا، وُہ پیش کر دیا، اسے پڑھکر فرمایا وظائف پر پابندی کرتے ہو، عرض کیا جی ہاں کرتا ہوں۔ فرمایا کہ پابندی کہاں ہوتی ہے؟ پھر کچھ مزید باتوں کے بعد ایک خاص انداز سے جسمیں شفقت اور ناراضگی کا امتزاج محسوس ہو رہا تھا، فرمایا کہ اختلاط مع الناس[1] سے پرہیز کیجئے۔ یہ فرما کر مجھے عریضہ واپس کر دیا۔

حضرت کی یہ نصیحت آج تک میرے لئے مشعل راہ ہے۔ اور اگر کبھی اسکی خلاف ورزی ہو جاتی ہے تو ہاتھوں ہاتھ خمیازہ بھی بھگتنا پڑتا ہے۔

---

[1] یعنی لوگوں کے ساتھ زیادہ گھلنے ملنے سے۔

"عبد اللہ ابن مسعودؓ اور اُن کی فقہ"

مصنف ڈاکٹر حنیف رضی۔

یہ ایک علمی اور تحقیقی کتاب ہے، علیگڑھ یونیورسٹی نے مصنف کو پی ایچ ڈی کی ڈگری عطاء کی ہے

قیمت : ۹ روپے

ملنے کا پتہ : ندوۃ المصنفین ۹۵۰۔ این سمن آباد، لاہور

ربوہ

قرآنی لفظ کے پردے میں ایک خطرناک سازش

حکومت سے ربوہ کا نام تبدیل کرنے کی اپیل

حضرۃ مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی امت نے اپنے پیشروؤں کی طرح قرآن مجید میں معنوی تحریف کر کے امت کو گمراہ کرنے کی ناپاک کوشش کی، جس کا علماء حق نے بر وقت نوٹس لیا۔ اب قادیانی امت نے قرآن مجید میں ایک نئے طریقے سے تحریف کی ہے، جو انتہائی خطرناک ہے، جس سے مستقبل میں امت مسلمہ کے گمراہ ہو جانے کا شدید خطرہ ہے۔ اس خطرناک سازش کی طرف امت مسلمہ اور اربابِ حکومت کی توجہ مبذول کرانی نہایت ضروری ہے، تاکہ وہ اس تحریف کا بر وقت نوٹس لے کر اس کا سدِ باب کر سکیں۔

ہماری حکومت نے حال ہی میں تحریف قرآن سے متعلق بل پاس کر کے حفاظتِ قرآن کی ایک عظیم ذمہ داری اپنے سر لی ہے۔ اگر وہ اس تحریف کا بھی مؤثر سدباب کر لے تو یہ اس کا عظیم اور یادگار کارنامہ ہوگا۔

پارہ اٹھارہ، رکوع تیسرا، آیت ۵۰ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور انکی والدہ محترمہ کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَ اٰوَیۡنٰہُمَاۤ اِلٰی رَبۡوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِیۡنٍ ؏

یعنی ہم نے عیسیٰ (علیہ السلام) اور ان کی والدہ (محترمہ) کو ایک اونچی جگہ (فلسطین یا مصر) میں جگہ دی جو قرار والی اور چشمہ والی تھی۔

"ربوہ" عربی میں اونچی جگہ یا ٹیلہ کو کہتے ہیں۔ اس سے علماء مفسرین نے فلسطین یا مصر کا علاقہ قرار دیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک دنیا میں "ربوہ" کسی شہر کا نام نہیں تھا۔ نزول قرآن کے بعد ۱۹۴۸ء تک پوری دنیا

میں "ربوہ" نام کا کوئی شہر موجود نہیں تھا۔ ہندوستان کی تقسیم کے بعد جب مرزا قادیانی کی امت قادیان چھوڑ کر پاکستان آئی تو اس نے تاریخی شہر چنیوٹ کے قریب دریائے چناب کے کنارے پہاڑیوں کے دامن میں ایک وسیع وعریض علاقہ کوڑیوں کے مول خرید کر ایک نیا شہر آباد کیا جس میں سوائے قادیانی امت کے کوئی اور آدمی رہائش اختیار نہیں کر سکتا، حتیٰ کہ ملک کا صدر یا وزیر اعظم بھی اگر وہاں رہائش اختیار کرنا چاہے تو یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک وہ خلیفہ ربوہ کی بیعت کا فارم پُر کر کے حلقۂ مریدین میں داخل نہ ہو۔ یہ ایشیا میں اسی طرح کی ایک خطرناک سازش ہے جس طرح مشرق وسطیٰ میں یہودیوں کا ایک علاقہ اسرائیل آباد کیا گیا تھا۔

اسرائیل کی طرح مرزائیل ربوہ بھی قادیانیوں کی ایک مستقل ریاست ہے جس میں ان کی اپنی پولیس، اپنی فوج (فرقان بٹالین) اپنی عدالتیں اور اپنا باقاعدہ سیکرٹریٹ کا نظام ہے، اسی چھوٹی سی سٹیٹ کا سربراہ مرزا ناصر خلیفہ ثالث ہے، جہاں اسی کے احکامات چلتے ہیں۔ مرزائیوں کے اس مرکز کا نام باقاعدہ ایک سوچی سمجھی سکیم اور سازش کے تحت ربوہ رکھا گیا، حالانکہ اس کا نام غلام آباد، محمود آباد، ناصر آباد وغیرہ رکھا جا سکتا تھا۔

ربوہ نام رکھنے کا مقصد یہ تھا کہ چونکہ قرآن مجید میں عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ کے ذکر میں "ربوہ" کا لفظ آیا ہے اور مرزا قادیانی کا دعویٰ بھی مریم اور عیسیٰ ہونے کا ہے۔ تو آیندہ نسلیں قرآن مجید کی جب یہ آیت تلاوت کریں گی اور ان کے کانوں میں ربوہ کا نام بھی پڑا ہوگا تو وہ خود بخود یہ سمجھیں گی کہ قرآن مجید میں جو ربوہ کا لفظ آیا ہے یہ وہی ربوہ ہے جو پاکستان کے ضلع جھنگ میں دریائے چناب کے کنارے آباد ہے، انہیں کیا معلوم کہ یہ شہر تو ۱۹۴۸ء میں بنا ہے۔

قرآن مجید میں جسطرح مکہ، مدینہ، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ جیسے مقدس نام آتے ہیں اور جسطرح قرآن پڑھنے والے ہر قاری کے ذہن میں یہ مبارک الفاظ پڑھتے ہی اسی مکہ، مدینہ اور مسجد اقصیٰ کا تصور گھوم جاتا ہے جو نزول قرآن کے زمانہ میں موجود تھے اور اب تک موجود ہیں بعینہٖ آیندہ نسل کا کوئی فرد قرآن کی مذکورہ بالا آیت تلاوت کرے گا تو ربوہ کا لفظ پڑھتے ہی اس کا ذہن اس ربوہ کی طرف منتقل ہو جائے گا جو دریائے چناب کے کنارہ پاکستان کے ضلع جھنگ میں موجود ہے۔

لہٰذا قادیانیوں کا اس جدید مرکز کا نام "ربوہ" رکھنا ایک خطرناک سازش اور قرآن مجید کی کھلی

تحریف ہے۔

قادیانی اگر قرآن میں قادیان یا کشمیر کے الفاظ شامل کر لیتے تو کوئی خطرہ نہ تھا کیونکہ قرآن کے لاکھوں حفاظ فوراً ایسی تحریف کی نشاندہی کر دیتے اور ان کی یہ سازش ناکام ہو جاتی۔ لیکن یہ ایک ایسی خطرناک تحریف ہے جس سے قیامت تک آنے والے مسلمان بالکل غیر محسوس طریقہ سے شکار ہو جائیں گے اور سمجھیں گے کہ جو لوگ اس مقدس شہر ربوہ میں رہتے ہیں وہی صحیح مسلمان اور سچے لوگ ہیں۔۔ لہٰذا حکومت پاکستان کا فرض ہے کہ وہ ربوہ کے نام کو فی الفور ممنوع قرار دیکر اسے تبدیل کرائے تاکہ آئندہ نسلیں اس تحریف سے اپنے آپکو بچا سکیں۔ نیز اسے پاکستان کے تمام شہروں کی طرح ایک کھلا شہر قرار دیا جائے"۔

P.C.T. INDUSTRIES

پاکستان بھر میں مشہور و مقبول

پی-سی-ٹی مارکہ

پُرزہ جات سائیکل

ایجنٹ

بٹ سائیکل سٹور ○ نیلا گنبد لاہور

فون دفتر: ۶۵۳۰۹ / ۶۵۹۴۲ فون فیکٹری: ۶۰۰۵۰

عزیزی عبدالقدیر مرحوم ابن مولانا عبدالشکور صاحب دینپوری مدظلہم

ابھی عنفوان شباب میں قدم ہی رکھا تھا کہ شوق تحصیل علوم میں انہوں نے لاہور کا سفر اختیار کیا۔ جامعہ مدنیہ میں داخلہ کے بعد کوئی ایک ہفتہ ہی گذرا تھا کہ بخار کی شکایت ہوئی۔ زیادہ بڑھ جانے پر وطن مالوف چلے گئے۔ وہاں علاج وغیرہ کی طرف پوری توجہ دی گئی۔ لیکن پھر مرض یرقان کا اضافہ ہوگیا۔ جسم نڈھال اور بے دم ہوتا گیا، حتیٰ کہ بعض اوقات غشی کے دورے بھی پڑنے لگے۔

مولانا عبدالشکور صاحب ایک سفر میں لاہور آئے تو یہ حال بتلایا اور اسباق سے غیر حاضری کی وجہ ظاہر فرمائی۔

مولانا موصوف جب عبدالقدیر مرحوم کا حال سنا رہے تھے تو تعجب ہوتا تھا کہ مولانا کس قدر بڑے پیکر صبر وتحمل ہیں۔

ایک ڈیڑھ ماہ کی علالت کے بعد ..... کو رحیم یار خان کے ہسپتال میں عبدالقدیر مرحوم نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اور جان جان آفریں کے حضور پہنچ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اچانک مولانا کے گرامی نامہ سے یہ خبر ملی جسے سن کر بہت قلق ہوا۔ اور ہر دل بے چین ہوگیا۔ طلبہ جمع ہوئے، دعائیں کی گئیں اور ختم قرآن پاک کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مرحوم کو اس کا ثواب پہنچائے اور اُسے طلب علم میں موت کی فضیلت اور جنت الفردوس میں مقام نصیب ہو نیز اس کے والدین واقارب کو اس صدمہ پر اجر کثیر مرحمت فرمائے۔ آمین۔

قارئین کرام سے استدعا ہے کہ وہ مرحوم کے لئے ایصال ثواب اور دعا کر کے — ثواب حاصل کریں۔

حامد میاں غفرلہٗ

قطعۂ تاریخِ وفات

حضرت مولانا حکیم عبد الحکیم صاحب خلیفۂ حضرت مدنی رحمہ اللہ

جناب الحاج محمود احمد عارف

وائے حسرت کہ از جہانِ فنا
رفت عبد الحکیم مردِ خدا

★

خُلق میں پرتو رسول کریمؐ
وارثِ علمِ شاہِ ہر دوسرا

★

حاملِ نسبتِ حسین احمدؒ
مظہرِ صدق جانِ اہلِ صفا

★

اللہ اللہ کہاں وہ روئے جمیل؟
دیکھ کر جس کو آئے یادِ خدا

★

سالِ ترحیل ہو رقم کیسے
ہے لگا دل پہ ہجر کا چرکا

★

محفلِ غم سے اُٹھ کے اک بولا
"بُجھ گیا وہ چراغِ محفل کا"

۱۳۹۴ھ
۱
۱۳۹۳ھ

قرآتِ عشرہ کے شائقین کے لیے

خوشخبری

برصغیر کے معروف و ممتاز قاری حضرت علامہ مولانا

قاری رحیم بخش صاحب دام اللہ معالیہم

صدر درجۂ تجوید و قراءات مدرسہ خیر المدارس مُلتان

نے قرآتِ عشرہ کے انتہائی مشکل قصیدہ طیبۃ النشر کی نہایت عمدہ مختصر مگر جامع شرح فرمائی ہے جس کا نام

المرآة النيرة في حل الطيبة

رکھا ہے۔ کتاب زیرِ کتابت ہے۔ آج ہی اپنا آرڈر بک کرالیں۔

درخواستِ دعاء

مولانا غلام ربانی صاحب المتوطن لیوا تحصیل آٹھ مقام ضلع مظفر آباد، اپنے جائز مقاصد میں کامیابی اور حل مشکلات کیلئے قارئین سے دعاؤں کے خواستگار ہیں۔

تبصرہ

نام کتاب = فرحت الناظرین تالیف = محمد اسلم پسروری

ترجمہ و ترتیب = پروفیسر محمد ایوب قادری

سائز = ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات = ۲۷۲ مجلد مع گرد پوش، طباعت معیاری

ملنے کا پتہ = اکیڈمی آف ایجوکیشنل ریسرچ ایجوکیشنل کانفرنس کراچی

محمد اسلم پسرور (ضلع سیالکوٹ) کے باشندے تھے، وہ اپنے دور کے نامور عالم اور مصنف تھے۔ انہوں نے تاریخ اسلام کے موضوع پر ایک ضخیم کتاب "فرحت الناظرین" کے نام سے لکھنو میں لکھی تھی جو اب تک زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوئی تھی، اس کتاب کا ایک حصہ شاہجہان و عالمگیری عہد کے صوفیا، علماء اور شعراء کے حالات پر مشتمل تھا۔

علماء و مشائخ کے حالات پر مشتمل اس حصہ کا ملک کے نامور محقق و مصنف پروفیسر محمد ایوب قادری نے ترجمہ کیا ہے، مزید برآں پروفیسر موصوف نے حواشی میں ان لوگوں کے ضروری حالات کا اضافہ بھی کر دیا ہے۔

کتاب کے شروع میں مترجم و مرتب نے ایک قیمتی مقدمہ بھی لکھا ہے۔

سوانحی ادب میں "فرحت الناظرین" ایک گرانقدر اضافہ ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے مؤلف مرحوم اور جناب مرتب کی تحقیق اور محنت کا اندازہ ہوتا ہے۔

کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی

ہمارے یہاں ریتیوں کی بہترین کٹائی

وھلائی کا کام نہایت تسلی بخش ہوتا ہے۔

حنیف ویونگ ۵ ہسپتال روڈ لاہور

پاکستان میں گھر گھر مقبول
پنجاب سوپ فیکٹری (رجسٹرڈ) لاہور
کے ماڈرن پلانٹ پر تیار کردہ
اعلیٰ کوالٹی کے صابن
ٹائیلٹ سوپ
شیونگ کپ سوپ
لانڈری سوپ
اعلیٰ کوالٹی ۔ مناسب دام
پنجاب سپیشل
PINK Rose TOILET SOAP
Manufactured by PUNJAB SOAP FACTORY (Regd) LAHORE
Kasturi MUSK TOILET SOAP
Manufactured by PUNJAB SOAP FACTORY (Regd) LAHORE
تیار کردہ
پنجاب سوپ فیکٹری (رجسٹرڈ)
بیرون شیرانوالہ گیٹ ۔ لاہور

جسمانی، دماغی، اعصابی کمزوری کی خاص دوا

شدھ مکر دھوج وٹی

یہ گولیاں جسمانی، دماغی ہر قسم کی طاقتوں کو بحال کرتی ہے۔ بینائی کی محافظ ہیں۔ گردہ، معدہ، سنگرہنی، مثانہ اور جگر کی کمزوری اور دل کی دھڑکن وغیرہ امراض کو رفع کرتی ہیں، ذیابیطس کا خاص علاج ہیں۔ چہرہ کی زردی، خون کی کمی، دبلاپن، ضعفِ معدہ دور کر کے خون بڑھاتی ہیں۔ قیمت: پچاس گولی سات روپے۔ ایک گولی صبح و شام ہمراہ دودھ۔

حکیم محمد عبد اللہ آیورویدک فارمیسی ○ شاہ عالمی پاپڑ منڈی لاہور

موتیا روک

موتیا روک۔ موتیا بند کا بلا اپریشن علاج ہے * موتیا روک بینائی کو تیز کرتا ہے اور چشمہ کی ضرورت نہیں رکھتا۔ * موتیا روک دھند، جالا، ککروں کے لیے بھی بے حد مفید ہے۔

* موتیا روک آنکھ کے ہر مرض کے لیے مفید تر ہے

بیت الحکمت لوہاری منڈی لاہور

"انوارِ مدینہ" میں

اشتہار

دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے۔

سید حامد میاں مہتمم جامعہ مدنیہ، طابع و ناشر نے مکتبہ جدید پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ انوار مدینہ، جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا۔